Al-Mahdi Research Journal (MRJ)
Vol 5 Issue 5 (July-Sep 2024)
HJRS HEC Journal Recognition System
Category Y
ISSN (Online): 2789-4150
ISSN (Print): 2789-4142

Thematic Analysis of Ashfaq Ahmad's Fictional Works

اشفاق احمد کی افسانہ نگاری کا موضوعاتی مطالعہ

Hamid Mahmood
M.Phil, Department of Urdu, Institute of Southern Punjab, Multan,
Email: hamidmahmoodmzg@gmail.com

Muhammad Ajmal Khan
M.Phil, Department of Urdu, Institute of Southern Punjab, Multan,
Email: ajmalkhan.ise.pk@gmail.com

Dr. Munawar Amin
Assistant Professor, Department of Urdu, Institute of Southern Punjab, Multan,
Email: drmunawaramin143@gmail.com

ABSTRACT

Ashfaq Ahmad is a well known writer. The thing which makes him stand out amongst is his fiction writing. He also wrote dramas. Another aspect of his personality is as a poet. His Punjabi poetry has its own unique place in literature. He is also respected as an intellectual and statesman. Most of his writings are based on ethical and social values. His famous character " Talqeen Shah" is a virtual and moral character of society that represents nobility and human service. His TV program "Zawya" was and is still very popular in the literary circles. His fictions are characterized by addressing the social evils, moral degradation and contemporary societal issues through consultation, following the traditions, extending reverence and respecting one another in an inclusive societal set-up.

Keywords: Intellectual, statesman, ethical, nobility, literary circle.

CC BY

افسانہ ادب کی نثری صنف ہے۔ لغت کے اعتبار سے افسانہ جھوٹی کہانی کو کہتے ہیں لیکن ادبی اصطلاح میں یہ لوک کہانی کی ہی ایک قسم ہے۔ اردو افسانہ داستان اور ناول سے ارتقائی مراحل طے کرتا ہوا موجودہ شکل میں موجود ہے۔ ناول زندگی کا کل اور افسانہ زندگی کا ایک جزو پیش کرتا ہے۔ افسانہ دراصل ایک ایسا قصہ ہے جس میں کسی ایک واقعہ یا زندگی کے کسی اہم پہلو کو اختصاراً اور دلچسپی سے پیش کیا جاتا ہے۔ جن لوگوں نے ترقی پسند تحریک سے متاثر ہو کر افسانے کی دنیا میں انقلاب برپا کیا، پھر جنہوں نے تقسیم ملک اور اس کے نتیجے میں ہوئے فسادات پر اپنے افسانوں کی بنیاد رکھی ان کی ایک طویل فہرست ہے۔ ان میں سجاد ظہیر، احمد علی، ممتاز مفتی، کرشن چندر، سعادت حسن منٹو، عصمت چغتائی، خدیجہ مستور، ہاجرہ مسرور، احمد ندیم قاسمی، خواجہ احمد عباس، قراۃ العین حیدر، راجندر سنگھ بیدی اور رام لعل وغیرہ کے نام قابل ذکر ہیں۔ اس کے بعد اردو افسانہ نگاروں کی نئی پود سامنے آئی جس نے افسانوی روایتوں کو برقرار رکھتے ہوئے موضوعاتی اور فنی اعتبار سے اردو افسانے کو وسعت دی۔ ان میں انتظار حسین، اے حمید، شوکت صدیقی، دیوندر ستھیارتی اور اشفاق احمد کے نام خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

ادب کی دنیا میں اشفاق احمد کا نام ایک دبستان کی حیثیت رکھتا ہے۔ انہوں نے اردو نثر کی تمام اصناف کو اپنے مافی الضمیر کے اظہار کے لیے اپنایا اور ساتھ نبھایا اور ہر میدان میں کمال مہارت سے قارئین، سامعین اور شائقین کے دل جیت لیے۔ اگرچہ اشفاق احمد ہمہ جہت ادبی شخصیت کے مالک تھے تاہم ادبی زندگی کا آغاز انہوں نے افسانہ نگاری سے کیا۔ اشفاق احمد زندگی کا گہرا شعور اور مشاہدہ رکھتے تھے اس لیے ان کے افسانے حقیقت سے قریب تر ہونے کی بنا پر عوام میں مقبول رہے۔

اشفاق احمد ۲۲ اگست ۱۹۲۷ کو مکتیسر ضلع فیروزپور مشرقی پنجاب میں پیدا ہوئے۔ اشفاق احمد کے والد ڈاکٹر محمد خان ویٹرنری (veternary) ڈاکٹر اور ایک عظیم اور بارعب شخصیت کے مالک انسان تھے۔ لہٰذا پورے گھر پر رعب اور دبدبہ قائم رہتا تھا۔ اشفاق احمد کی والدہ رسمی طور پر تعلیم یافتہ نہ ہونے کے باوجود ذہین اور دوراندیش خاتون تھیں۔ اس لیے خاوند کی جابرانہ طبیعت کے باوجود حکمت عملی سے کام لیتی تھیں۔

ممتاز مفتی لکھتے ہیں:

"ان کا کنبہ بہت بڑا تھا۔ والدین، سات آٹھ بھائی بہن۔ چند ایک بھائی اعلیٰ عہدوں پر فائز تھے۔ والد صاحب ویٹرنری ڈاکٹر تھے۔ وہ ایک عظیم شخصیت کے مالک تھے۔ ان کے حکم کے بغیر گھر میں پتہ بھی نہیں ہلتا تھا۔" ۱

اشفاق احمد کی ابتدائی تعلیم کا آغاز مکتب سے ہوا۔ انھوں نے ناظرہ اور فارسی کی تعلیم بھی وہیں سے حاصل کی۔ مزید تعلیم کے لیے اشفاق احمد کے والدین نے ان کو باقی بچوں کی طرح انگریزی تعلیم کے لیے میونسپل بورڈ سکول میں پانچویں جماعت میں داخل کروا دیا، جہاں سے انھوں نے آٹھویں جماعت تک کا امتحان پاس کیا۔ اشفاق احمد نے نویں جماعت کے لیے تحصیل

OPEN ACCESS
CC BY

فیروز پور کے مکتیسر ہائی سکول میں داخلہ لیا جہاں سے میٹرک کا امتحان ۱۹۴۲ میں پاس کیا۔ ایف اے کا امتحان ۱۹۴۴ میں آر ایس ٹی کالج سے پاس کیا اور پھر رام سکھ داس کالج میں بی اے کا داخلہ لے کر ۱۹۴۶ میں بی اے کا امتحان پاس کیا۔ تقسیم کے بعد پاکستان آ کر گورنمنٹ کالج لاہور کے شعبہ اردو میں داخلہ لیا اور ایم اے اردو کی ڈگری حاصل کی۔ ۲

اشفاق احمد کے چھ افسانوی مجموعے "ایک محبت سو افسانے"، "اجلے پھول"، "سفر مینا"، "صبحانے فسانے"، "طلسم ہوش افزا" اور "پھلکاری" "منظر عام پر آ چکے ہیں۔

پہلا افسانی مجموعہ

"ایک محبت سو افسانے" ۱۹۲ صفحات پر مشتمل اشفاق احمد کا پہلا افسانوی مجموعہ ہے، جو کہ ۱۹۵۱ میں مکتبہ جدید لاہور نے شائع کیا۔ اس مجموعے کا انتساب "صاحب جی" کے نام ہے۔ اس مجموعے میں تیرہ افسانے شامل ہیں جن کی ترتیب کچھ اس طرح سے ہے: توبہ، فہیم، رات بیت گئی ہے، تلاش، سنگ دل، مسکن، شب خون، عجیب بادشاہ، سندر بن کی کنج گلی، بابا، پناہیں، امی، توتا کہانی۔

خالدہ حسین لکھتی ہیں:

"اشفاق احمد کے افسانوں کا مجموعہ "ایک محبت سو افسانے" رگ وپے میں عجیب سی لہر دوڑا دیتا ہے۔ اگر آپ اسے آج بھی پڑھیں تو اس میں آپ کو محبت کی چند ایسی انتہائی دلگداز داستانیں ملیں گی جو اردو زبان میں اب تک بہت کم لکھی گئی ہیں۔" ۳

جمیل الدین عالی ایک اخباری کالم میں رقمطراز ہیں:

"ایک محبت سو افسانے ان کی ایک عظیم تخلیق ہے جو عاشقانہ اور مدبرانہ بھی ہے اور خاص پیغام بھی دیتی ہے۔" ۴

دوسرا افسانی مجموعہ

اشفاق احمد کا دوسرا افسانوی مجموعہ "اجلے پھول" کے عنوان سے ۱۹۵۵ میں اپل بک ڈپو دی مال لاہور سے شائع ہوا۔ اس کے صفحات کی تعداد ۲۰۰ ہے۔ اس مجموعہ کی پہلی تین اشاعتیں "اجلے پھول" کے نام سے جبکہ آخری تین "گڈریا" کے نام سے شائع ہوئیں۔ اس مجموعے میں کل آٹھ افسانے ہیں جن کے نام یوں ہیں: اجلے پھول، تنکہ، حقیقت نیوش، توشے بلے، صفدر ٹھیلا، گڈریا، برکھا، ایلو ویرا۔

OPEN ACCESS
CC BY

تیسرا افسانی مجموعہ

"سفر مینا"۳۹۵صفحات اور گیارہ افسانوں پر مشتمل اشفاق احمد کا تیسرا افسانوی مجموعہ ہے۔یہ ۱۹۸۳ میں سنگ میل پبلیکیشنزلاہور سے شائع ہوا۔اس مجموعے کا انتساب انیق، انیس، اثیر کے نام ہے۔اس میں شامل افسانوں کے نام اس ترتیب سے ہیں:اٹوٹ مان، قاتل، قصہ تل دمینتی، چور، مانوس اجنبی، بیاجان، محسن محلہ، پانچ میل دور، کالج سے گھر تک، گاتو، فل برائیٹ۔

چوتھا افسانی مجموعہ

اشفاق احمد کا چوتھاافسانوی مجموعہ "پھلکاری"جو پندرہ افسانوں پر مشتمل ہے۔۱۹۹۱ میں سنگ میل پبلیکیشنز سے شائع ہونے والے اس مجموعے میں شامل افسانوں کے نام اس ترتیب سے ہیں:رکی ہوئی عمر، ایک ہی بولی، کالا بدل، سلامتے کی مار، چل چلی، اپنی ذات، جنگ نامہ زیتون، ڈھیچک مال، ضابطے کی کاروائی، رشوت، دائو، ناموس، بچھیری، دوپہر ویلے، پھمن کہانی۔

پانچواں افسانی مجموعہ

اشفاق احمد کا پانچواں افسانوی مجموعہ "صبحانے فسانے" کے عنوان سے ۱۹۹۷ میں سنگ میل پبلیکیشنز سے شائع ہوا۔یہ مجموعہ اشفاق احمد کا طویل ترین افسانوی مجموعہ ہے جس میں کل بائیس افسانے ہیں جن کی ترتیب اس طرح ہے:اماں سردار بیگم، خودبدولت، آڑھت منڈی، بٹیر باز، ماسٹر روشنی، خانگی سیاست، مسرور مرثیہ، شازیہ کی رخصتی، بے غیرت مدت خان، بندر لوگ، ڈھورڈنگر کی واپسی، رازداں، پل صراط اور پاسپورٹ، وکھووکھ، قصہ شاہ مراد اور ایک چڑیا کا، مہمان عزیز، بیک گرائونڈ، زرناب گل، دم بخود، بدلی سے بدلی تک، چاند کا سفر اور سہیل کی سالگرہ۔

چھٹا افسانی مجموعہ

اشفاق احمد کا چھٹا اور آخری افسانوی مجموعہ "طلسم ہوش افزا"سنگ میل پبلیکیشنزلاہور سے ۱۹۹۸ میں شائع ہوا۔اس مجموعے میں بارہ افسانے شامل ہیں جن کے نام اس طرح سے ہیں: قصاص، ملک مروت، ملک سونی، چھے چھکا بتیس، سعید جونئیر، آخری جملہ، کہکشاں، ٹیکسی سٹینڈ، پوری جانکاری، قلارے، بولتا بندر، کوٹ دوپاورہاوس۔

ڈاکٹر انور سدید لکھتے ہیں:

"اشفاق احمد کے افسانوں میں محبت کا حسی تصور بے حد لطیف اور کثیر الاضلاع ہے۔ان کے افسانے بظاہر محبت کے مرکزی نقطے پر گردش کرتے ہیں تاہم ان کے موضوعات متنوع ہیں اور وہ محبت کی قندیل سے زندگی کے بے شمار گوشوں کو منور کرتے چلے جاتے ہیں۔" ۵

OPEN ACCESS

حمید شاہد لکھتے ہیں :

" اشفاق احمد کی شخصیت کے کئی روپ ہیں تاہم اس کے افسانے میری نظر میں یوں اہم ہیں کہ وہ چلتی کہانی کے بہاؤ کو توڑ کر انسانی لاشعور سے بر آمد ہونے والے سوالات سے مقابل ہوتا رہا ہے۔ محض کہانی لکھنا اشفاق احمد کے لیے مسئلہ نہیں ہے کہ وہ مسلسل زندگی کو بہت گہرے معنی دینے کے جتن کرتا رہا ہے۔" ٦

اشفاق احمد کا پہلا افسانہ "توبہ" ۱۹۴۴ میں رسالہ "ادبی دنیا" لاہور میں چھپا۔ اس افسانے کا عنوان اشفاق احمد نے "جعفری" رکھا تھا لیکن "ادبی دنیا" کے مدیر صلاح الدین نے اس نام کو بدل کر "توبہ" کے عنوان سے افسانہ شائع کیا۔ اس افسانے سے متعلق اشفاق احمد نے اپنے ایک انٹرویو میں کہا:

"میرا پہلا باقاعدہ افسانہ "توبہ" ۱۹۴۴ میں "ادبی دنیا" میں چھپا۔ یہ میرا پہلا افسانہ تھا، جسے میں نے پہلے "ساقی" نئی دہلی بھیجا لیکن شاہد احمد دہلوی کا جواب آیا کہ آپ کا افسانہ معیار پر پورا نہیں اترا اس لیے شکریے کے ساتھ واپس ہے۔ میں حیران ہوا، تھوڑی مایوسی بھی ہوئی۔ پھر میں نے اسے "ادبی دنیا" میں مولانا صلاح الدین کو بھیج دیا۔ ان کا خط آیا کہ تمہارا افسانہ کمال کا ہے اور تم کبھی لاہور آنا تو مجھ سے لازمی ملنا۔ اس افسانے پر انھوں نے ادارتی نوٹ بھی لکھا تھا۔" ۷

اشفاق احمد کے افسانوں میں سب سے زیادہ چونکا دینے والے عناصر نظر آتے ہیں۔ افسانے کے فن پر قدرت کے ساتھ ساتھ انداز بیاں کی لطافت اور فکر و خیال کی ماورائیت ایسے عناصر ہیں جن سے اشفاق احمد کے افسانوں کا خمیر تیار ہوا ہے۔ خشک اور بے کیف موضوع کو بھی انھوں نے اس طرح پیش کیا ہے کہ پڑھنے والا محو ہو جاتا ہے، لیکن ان کا مخصوص موضوع محبت ہے جس کے مختلف پہلوؤں کو انھوں نے مختلف افسانوں میں اجاگر کیا ہے۔ محبت کا وہ مفہوم جو قیس و فرہاد، رانجھا اور مہینوال کے ناموں کے ساتھ وابستہ ہے، اشفاق احمد کے افسانوں میں نظر نہیں آتا۔ بلکہ اس جذبے کا صحت مند اعتدال جو ہماری عام زندگی میں ملتا ہے اور جس کے نقوش عام گھروں میں نظر آتے ہیں، اشفاق احمد نے افسانوں میں اس جذبے کو پیش کیا ہے، اور اس کے نقوش کی ترتیب و ترکیب سے بڑی ہی دلفریب تصویریں بنائی ہیں۔ محبت کے سلسلے میں بچوں کی نفسیات کو پیش کرنے میں انہیں کمال حاصل ہے جس کی جھلک ان کے افسانے "تلاش" اور "شب خون" میں ملتی ہے۔ اشفاق احمد کے افسانوں میں ایک طرح کی شاعرانہ کیفیت بھی پائی جاتی ہے جو ان کے افسانوں کو انشاپردازی کے اعتبار سے بھی ایک بلند مقام پر پہنچا دیتی ہے۔ ان کے افسانوں کا مجموعہ "ایک محبت سو افسانے" اس اجمال کی تفصیل پیش کرتا ہے۔ ۸

اشفاق احمد کے نزدیک محبت کی اصلی جولانگاہ گھریلو زندگی ہے۔ گھریلو زندگی میں ماں باپ، بہن بھائی، مالک نوکر کس طرح غیر ارادی طور پر اپنی چھوٹی چھوٹی باتوں اور معمولی معمولی حرکتوں سے اپنے دل کی تہوں کو کھول کر رکھ دیتے ہیں۔ کس طرح لب کی ایک جنبش اور ابرو کے ایک اشارے سے محبت کی ان بلندیوں اور ان گہرائیوں کی عکاسی اور غمازی ہوتی ہے۔ یہی

OPEN ACCESS CC BY

ہلکے ہلکے اشارے، یہی بظاہر بے معنی سے لفظ اور فقرے اتنے وسیع مفہوم کے حامل ہوتے ہیں کہ جو کوئی ان اشاروں کو سمجھتا ہے اور مفہوم سے آشنا ہوتا ہے کس طرح بے قابو ہو کر اپنا سب کچھ قربان کرنے پر تیار ہو جاتا ہے، کس طرح اس کی زندگی میں بار بار ایسے لمحے آتے ہیں کہ وہ محبت کے سوا زندگی میں اور سب چیزوں کو بے معنی اور بے حقیقت سمجھتا ہے۔ گھریلو زندگی میں یوں تو انسان کی معاشرتی زندگی کے مختلف رشتے محبت کے اس وسیع مفہوم کے ترجمان ہیں لیکن محبت کا اصل جوہر اس وقت کھلتا ہے جب بچے اس رشتے کے تاروں کو جوڑتے ہیں۔ زندگی میں بچوں کا وجود محبت کی سب سے سچی اور مکمل تفسیر ہے۔ یہ اس محبت کی ایک سطح ہے جو ہمیں اشفاق احمد کے افسانوں میں دوسری چیزوں پر غالب اور حاوی نظر آتی ہے۔ اشفاق احمد کے افسانے "تلاش" اور "شب خون" اسی محبت کی عکاسی کرتے ہیں۔ ۹

گھریلو زندگی سے الگ ہٹ کر محبت کی ایک سطح وہ ہے جسے ہم رومان کا نام دیتے ہیں۔ عورت اور مرد کی وہ محبت جس کی داستان ہر ادیب اور ہر شاعر نے دہرائی ہے اور ہر زمانے میں دہرائی ہے۔ اس محبت کی جو تصویریں ہمیں اشفاق احمد کے افسانوں میں ملتی ہیں ان کا رنگ ذرا عام محبت سے ہٹ کر ہے۔ اس محبت کے ارد گرد معصومیت کا ایک دلکش ہالہ ہے۔ یہ محبت ایسی نہیں جو محبت کرنے والوں کو دیوانہ بنا دیتی ہو، انہیں ہر وقت کسی نشہ میں چور رکھتی ہو اور کبھی کبھی انہیں زندگی سے بیگانہ بنا دیتی ہو۔ ان افسانوں میں محبت کرنے والے ایک ایسی سادہ و معصوم فضا میں سانس لیتے ہیں کہ انہیں پڑھ کر دیکھنے والا سوچتا ہے کہ محبت کی یہی فضا اور اس کا یہی انداز سب سے حسین اور سب سے زیادہ پسندیدہ ہے۔ انسان چاہے کتنا ہی رومانی ہو جائے لیکن بچوں کی طرح معصوم بنے رہنے میں جو لطف اور سکون ہے وہ اور کسی طرح میسر نہیں۔ ۱۰

اشفاق احمد کے افسانے موضوعات کی دلچسپی اور شیرینی کے علاوہ اس لیے بھی پڑھنے والے کو متاثر کرتے ہیں کہ ان کی پوری فضا میں ایک شگفتگی ہوتی ہے۔ وہ سیدھی سادی بات کو بھی ایسے شاعرانہ انداز میں کہنے کے عادی ہیں کہ کبھی یہ سیدھی سادی بات افسانے کی بجائے کسی حسین نظم کا موضوع معلوم ہوتی ہے۔ اشفاق احمد کے افسانوں میں اس ادبیت اور شعریت کا عکس تو ہر جگہ ہے لیکن اس طرح جیسے یہ چیزیں بغیر کسی کوشش یا ارادے کے خود بخود افسانے میں آ گئی ہیں۔ یہی حال کہانی کے ڈھانچے اور ترتیب کا ہے، اس کی ساری چولیں عموماً اس طرح درست ہوتی ہیں کہ پڑھنے والے کے ذہن کو ادھر ادھر بھٹکنا نہیں پڑتا۔ افسانہ جوں جوں آگے بڑھتا رہتا ہے آہستہ آہستہ اس کی فضا بنتی اور مکمل ہوتی رہتی ہے۔ لیکن فضا کی اس تکمیل میں یہ کہیں نہیں معلوم ہوتا کہ افسانہ نگار نے کسی کاوش سے کام لیا ہے۔ اس کی ابتدا، اس کا ارتقا اور اس کا انجام، ہر چیز میں ہمواری ہوتی ہے، ایک سکون ہوتا ہے۔ فن کے مختلف عناصر کو ہر طرح تلاطم سے محفوظ رکھنا اشفاق احمد کے افسانوں کی بہت بڑی خوبی ہے۔ ۱۱

CC BY

ڈاکٹر فرمان فتح پوری رقمطراز ہیں:

"اشفاق احمد یوں تو اچھے شاعر بھی ہیں کہ انہوں نے ابھی کچھ دنوں پہلے پنجابی میں اتنے اشعار کہے کہ چاہیں تو بہت آسانی سے اپنا مجموعہ کلام منظر عام پر لا سکتے ہیں۔ موسیقی اور فن موسیقی سے بھی انہیں اتنا گہرا شغف ہے کہ وہ توجہ کریں تو اردو کو اس موضوع پر ایک وقیع کتاب دے سکتے ہیں۔ ڈرامہ تو ان کا خاص الخاص شعبہ ہے۔ اور اب تک ان کے جو ڈرامے سٹیج پر دکھائے جا چکے ہیں ان کی مقبولیت اس بات کی دلیل ہے کہ وہ ایک بلند پایہ ڈرامہ نگار بھی ہیں۔ رہ گئی ان کی انتظامی صلاحیت تو اس کے اعتراف میں قیل و قال کی گنجائش نہیں کہ مرکزی اردو بورڈ ان کی نگرانی میں بڑی خوش اسلوبی سے اپنے فرائض سرانجام دے رہا ہے۔ لیکن میرے خیال میں اشفاق احمد کی یہ خوبیاں اساسی نہیں بلکہ اضافی ہیں۔ ان کا نمایاں اور بنیادی وصف یہ ہے کہ وہ کہانی سنانے کے فن سے واقف ہیں اور اردو کے ممتاز افسانہ نگار ہیں۔" ۱۲

"توبہ" ان کے پہلے افسانوی مجموعے میں اولین افسانے کی حیثیت سے سامنے آیا۔ "مہمان بہار" کے عنوان سے ایک ناولٹ لکھا جو "سفر مینا" میں شامل ہے۔ چوتھا مجموعہ جو "پھلکاری" کے عنوان سے منظر عام پر آیا اس میں شامل افسانوں کی زبان ان کے دوسرے افسانوں کی زبان سے مختلف ہے۔ ان افسانوں میں دکھنی، پنجابی اور دوسری پاکستانی زبانوں کے ایسے الفاظ استعمال کیے گئے ہیں جو عہد حاضر میں تقریباً متروک ہو چکے ہیں۔ اشفاق احمد نے افسانہ نگاری تقسیم سے چند سال قبل ہی شروع کی لہٰذا یہ کہا جا سکتا ہے کہ ان کی ادبی زندگی کی ابتدا میں اردو افسانہ اپنے دور شباب تک پہنچ چکا تھا اور بلند پایہ اور اعلیٰ مرتبت افسانہ نگاروں کے تجربے روایت کا درجہ حاصل کر چکے تھے۔ اشفاق احمد کے افسانے روایت کے ساتھ ساتھ ان تمام موضوعات و وسائل کی عکاسی کرتے ہیں جن سے انسانی زندگی نبرد آزما ہوتی ہے۔

اشفاق احمد کے افسانوں کا محور محبت ہے لیکن محبت کا تصور ان کے ہاں ایسا دلفریب اور کثیر الجہات ہے کہ کہیں بھی یکسانیت اور اکتاہٹ کا احساس نہیں ہوتا۔ وہ محبت کو زندگی کی ایک اہم حقیقت کی شکل میں پیش کرتے ہیں اور تصوراتی دنیا آباد کرنے کی بجائے عملی زندگی میں ہی محبت کا پہلو تلاش کر لیتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے رومانی افسانوں میں انتہا پسندی یا جذبات کی فراوانی کی بجائے محبت کا ایک صحتمند نقطہ نظر ملتا ہے۔ ان کی رومانی کہانیوں میں مسرت اور غم کا ایسا امتزاج پایا جاتا ہے جو کہانی میں ایک خاص قسم کا تاثر پیدا کرتا ہے۔ توبہ، رات بیت گئی، توتا کہانی، تنکہ، حقیقت نیوش اور سنگ دل ان کے کامیاب رومانوی افسانے ہیں۔ اشفاق احمد نے اپنی کچھ کہانیوں میں گھریلو زندگی میں پیدا ہونے والی آپسی محبت کو گہرائی اور گیرائی عطا کی ہے جس کی بہترین مثال افسانے تلاش، شب خون، اور اجلے پھول میں ملتی ہے۔ اس کے علاوہ انہوں نے باہمی مساوات کو بھی پیش نظر رکھا ہے یعنی ہندو مسلم اور عیسائی کا آپس میں محبت و خلوص کو قائم رکھنا۔ اس جذبے کو اشفاق احمد نے "بابا" اور "سنگ دل" میں بڑی خوبصورتی سے پیش کیا ہے۔

OPEN ACCESS
CC BY

اشفاق احمد حقیقت پسند، حساس اور باریک بین افسانہ نگار ہیں لہٰذا ان کے افسانوں میں سماجی شعور کی کارفرمائی جابجا نظر آتی ہے۔ انہوں نے پاکستان کے عصری مسائل، متوسط طبقے کی مجبوریوں، محرومیوں، جہالت، معاشرتی انتشار، بیکاری اور عدم مساوات جیسے اہم مسائل کو اپنے افسانوں میں بخوبی پیش کیا ہے۔ ان افسانوں میں کہیں ہمدردی، دردمندی اور نرمی کی گھلاوٹ محسوس ہوتی ہے اور کہیں فرد کے خودغرضانہ میلانات کی نشاندہی ہوتی ہے۔ کچھ افسانوں میں سماجی نظام اور انسانی زندگی کے مختلف پہلوئوں پر طنزیہ لب ولہجہ موجود ہے لیکن اس طنز میں بھی دلچسپی اور لطف کا عنصر موجود ہے۔ اس سلسلے میں قصاص، بٹیر باز، تنکہ، گاتو، بندرابن کی کنج گلی میں، ایلوویرا اور کالج سے گھر تک میں بیروزگاری، انسانی رشتوں سے لاتعلقی اور ایک بہتر زندگی کا خواب جو حقیقت میں تبدیل نہیں ہو سکتا اس کو موضوع بنایا گیا ہے۔ اسی طرح "ایلوویرا" میں لالچ، دولت کی ہوس اور ذاتی مفاد کو طنزیہ پیرائے میں پیش کیا گیا ہے۔

اشفاق احمد انسانی فطرت کے بھی نباض ہیں لہٰذا ان کے افسانوں میں اس کی بہترین مصوری ملتی ہے۔ گو کہ انہوں نے اپنے فن کی بنیاد زندگی کے خارجی پہلوئوں کی عکاسی پر رکھی ہے لیکن یہ حقیقت ہے کہ انسان کے ہر خارجی عمل کے پیچھے کوئی نا کوئی نفسیاتی محرک ضرور ہوتا ہے اس لیے ان کے بعض افسانے فرد کے ذہن میں پوشیدہ نفسیاتی پہلوئوں کو اجاگر کرتے ہیں۔ فہیم، شب خون، پناہیں، اور چور وغیرہ ایسے افسانے ہیں جن میں افسانہ نگار کا نقطہ نظر معاشرہ سے ہٹ کر فرد کی ذات میں سمٹ گیا ہے۔ ان افسانوں میں اشفاق احمد کرداروں کی سوچ کی بجائے ان کے عمل کے ذریعے ان کی نفسیاتی گرہوں کو سامنے لاتے ہیں۔ اشفاق احمد نے تقسیم ہند سے متعلق سانحہ کو بھی اپنے افسانوں کا موضوع بنایا ہے۔ لیکن تقسیم سے پیدا شدہ حالات کو پیش کرنے کے لیے انہوں نے ایک الگ راستہ اختیار کیا ہے کہ ان افسانوں میں فرقہ ورانہ فسادات یا خونچکاں واقعات کی تفصیل کی بجائے انسانی اور اخلاقی قدروں کا جذبہ غالب ہے۔ بابا، تلاش، سنگ دل، مسکن، اور گڈریا ان تمام افسانوں میں اشفاق احمد نے تقسیم سے پیدا شدہ مسائل کو براہ راست بیان کرنے کی بجائے بڑی فنکاری سے پیش کیا ہے۔

اشفاق احمد بظاہر کسی تحریک سے وابستہ نہیں ہوئے تاہم سیاسی حوالے ان کے بعض افسانوں میں نظر آتے ہیں مثلا "توبہ" اور "گڈریا" میں مسلم لیگ، سیواسنگ اور بیلچہ پارٹی کا ذکر موجود ہے۔ افسانہ "سنگ دل" میں وہ ترقی پسند تحریک سے متاثر نظر آتے ہیں۔ اسی طرح "اجلے پھول" میں حلقہ ارباب ذوق کی بحث کے انداز کو بڑی خوبصورتی کے ساتھ افسانے کی بنت میں شامل کیا ہے۔

منیر الدین احمد لکھتے ہیں:

"اشفاق احمد اردو افسانے کا ایک معتبر نام ہیں۔ انہوں نے دوسری اصناف میں بھی یادگار تحریریں چھوڑی ہیں مگر میں اپنے مضمون میں انہیں بطور ایک ایسے افسانہ نگار کے پیش کرونگا جس نے نت نئے تجربات کئے ہیں اور اس صنف کو نئی راہیں دکھائی ہیں۔ اس

OPEN ACCESS
CC BY

چیز کا جائزہ اس لیے بھی لیا جانا چاہیے کہ اردو ادب میں افسانہ ایک نئی چیز ہے جس کی عمر ایک سو سال سے زیادہ نہیں ہے۔ البتہ یہ ضرور ہے کہ اس عرصہ میں اس نے حیرت انگیز ترقی کی ہے۔۔ اس دوران میں جن ادیبوں نے اسالیب نو پیدا کرنے میں پہل کار کا کردار ادا کیا ہے ان میں اشفاق احمد کا نام بہت نمایاں ہے ان کے افسانوں کا بتدریج مطالعہ کیا جائے تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ وہ اکثر و بیشتر اپنے ہم عصروں سے دو قدم آگے نظر آتے ہیں۔" ۱۳

اشفاق احمد نے افسانہ نگاری تقسیم سے چند سال قبل ہی شروع کی۔ گویا یہ کہا جا سکتا ہے کہ اردو افسانے کی روایت میں جو کچھ شامل ہو چکا تھا، اشفاق احمد کا فکر و فن اس کی عکاسی کرتا ہے۔ مثلاً تخیل، رومان، حقیقت، سماجی برائیاں، افراد کے درمیان کشمکش، طبقوں کے درمیان تصادم، ریاکاری اور منافقت پر گہرا طنز، فسادات، ہجرت، اخلاقی نظریہ، انسانی آدرش وغیرہ سبھی کچھ ان کے افسانوں میں نظر آتا ہے۔ آخر میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ اشفاق احمد نے اجتماعی معاشرت کا گہرا مشاہدہ کیا اور متنوع موضوعات کو افسانے کے قالب میں ڈھالا۔ اشفاق احمد کسی بھی واقعہ یا موضوع کو اس مشاقی کے ساتھ کہانی کی شکل میں پیش کرتے ہیں کہ افسانہ ختم کرنے کے بعد اس کا پورا خاکہ مرتب ہو جاتا ہے اور قاری بآسانی کہانی کو اپنے ذہن میں دہرا سکتا ہے۔ کہانی پن کی یہ خوبی اشفاق احمد کے بیشتر افسانوں میں موجود ہے۔

CC BY

حوالہ جات:

۱۔ ممتاز مفتی، الکھ نگری، الفیصل ناشران و تاجران کتب لاہور، ۲۰۰۱، ص ۲۶۴

۲۔ افتخار احمد، اشفاق احمد کی ادبی جہتیں، مقالہ، جموں یونیورسٹی، ۲۰۲۰

۳۔ خالدہ حسین، اشفاق احمد۔چند یادیں، مشمولہ پوسٹ کارڈ واشنگٹن خبریں (روزنامہ) ۱۵ دسمبر ۲۰۰۴

۴۔ جمیل الدین عالی، اشفاق احمد کی وفات ادب کے لیے ایک سانحہ ہے۔ جنگ (روزنامہ) لاہور ۸ ستمبر ۲۰۰۴

۵۔ ڈاکٹر انور سدید، اشفاق احمد۔ مجسم لطافتوں کا افسانہ نگار، مشمولہ اردو افسانے کی کروٹیں، مکتبہ عالیہ لاہور، ۱۹۹۱ ص ۱۳۹

۶۔ محمد حمید شاہد، "اردو افسانہ۔ اہم نشانات"، مشمولہ " اردو افسانہ۔صورت مصفی" انتخاب و ترتیب: سین آفاقی، اسلام آباد، نیشنل بک فائونڈیشن، جولائی ۲۰۰۶ ص ۱۱۸

۷۔ طاہر مسعود، یہ صورت گر کچھ خوابوں کے، قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان نئی دہلی معاون مکتبہ جامعہ لمیٹڈ نئی دہلی ۲۰۱۲ ص ۲۱۱

۸۔ ڈاکٹر مسعود رضا خاکی، اردو افسانے کا ارتقا، مکتبہ خیال حکیم سٹریٹ لاہور، ۱۹۸۷ ص ۳۱۳

۹۔ پروفیسر وقار عظیم، داستان سے افسانے تک، الوقار پبلیکیشنز لاہور، ۲۰۰۲، ص ۳۸۱

۱۰۔ پروفیسر وقار عظیم، داستان سے افسانے تک، الوقار پبلیکیشنز لاہور، ۲۰۰۲، ص ۳۸۲

۱۱۔ پروفیسر وقار عظیم، داستان سے افسانے تک، الوقار پبلیکیشنز لاہور، ۲۰۰۲، ص ۳۸۴

۱۲۔ ڈاکٹر فرمان فتح پوری، اردو افسانہ اور افسانہ نگار، مکتبہ جامعہ لمیٹڈ نئی دہلی، ۱۹۸۲ ص ۲۷۷

۱۳۔ منیر الدین احمد، اشفاق احمد۔ اردو افسانے کا سامری، مشمولہ، ماہنامہ ادب لطیف، اشفاق نمبر، شمارہ نمبر ۵، مئی ۲۰۰۵

CC BY